15- سُوْرَۃُ اَلْحِجَر

آیات : 99 ...... مَکِیَّۃ ...... پیراگراف : 5

مرکزی مضمون :

آفاقی، انفسی اور تاریخی دلائل سے قانونِ جزاوسزا اور آخرت کا اثبات، مشرکین کو ہلاکت کی دھمکی کافروں کے دباؤ اور دنیا پرستی سے بچ کر، دعوت وتبلیغ کا کام جاری رکھنے کی ہدایت

پہلا پیراگراف — آیات: 1 تا 15
رسول اللہ ﷺ کو مجنون کہنے والوں اور قرآن کا مذاق اڑانے والے مجرموں کو ہلاکت کی دھمکی

دوسرا پیراگراف — آیات: 16 تا 25
آفاقی دلائل سے توحید و آخرت پر استدلال

تیسرا پیراگراف — آیات: 26 تا 50
انفسی دلائل۔ قصہ آدمؑ وابلیس اور معرکۂ خیر وشر
خیر وشر کی جزاوسزا کا قانون

چوتھا پیراگراف — آیات: 51 تا 84
جزاوسزا کے تاریخی دلائل

- آیات 51 تا 56 — قصہ ابراہیمؑ
- آیات 57 تا 77 — قصہ لوطؑ
- آیات 78 تا 79 — قصہ اصحاب الایکہ
- آیات 80 تا 84 — قصہ اصحاب الحجر (قوم ثمود)

پانچواں پیراگراف — آیات: 85 تا 99
رسول اللہ ﷺ کو مشکل حالات میں تسلی اور ہدایاتِ دعوت وتبلیغ

زمانۂ نزول

غالباً 11 یا 12 نبوی میں، نازل ہوئی۔ جب رسول اللہ ﷺ پر ﴿مجنون﴾ اور مسحور کرنے کے الزامات کا چرچا عام تھا اور مخالفت اپنی شدت پر تھی۔ قریشی لیڈر اللہ کے ﴿ذکر﴾ قرآن کو پاگل پن قرار دے رہے تھے۔

﴿وَقَالُوا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ﴾ (آیت:6)۔

استہزا اور تمسخر سے کام لینے والے قریش کے لیڈروں کو قوم لوطؑ، اصحاب الایکہ اور اصحابُ الحجر کی ہلاکت سے ڈرایا گیا ہے۔ سورۃ الحجر میں رسول اللہ ﷺ کے لیے تسلی بھی ہے کہ چند سالوں کے اندر اندر یہی لیڈر اپنے رویوں پر نادم ہوں گے اور ان کی زبانوں پر ہوگا:

''کاش مسلمان ہوجاتے'' ﴿لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ﴾۔ یہ پیش گوئی دو (2) ہجری میں بڑے بڑے لیڈروں کی ہلاکت اور آٹھ ہجری میں فتحِ مکہ کی صورت میں پوری ہوئی۔

سورت ﴿الحجر﴾ کا زیادہ تر حصہ، سورۃ ابراھیم کے بعد رسول اللہ ﷺ کے قیامِ مکہ کے چوتھے اور آخری دور (11 تا 13 نبوی) میں نازل ہوا۔ بعض آیات غالباً اعلانِ عام کے وقت نازل ہوئیں۔

جیسے: ﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ﴾ (آیت:94)۔

سورۃُ الحِجر کا کتابی ربط

1۔ پچھلی سورت ﴿ابراھیم﴾ میں ﴿اَيَّامُ اللّٰهِ﴾ کا اجمالی ذکر تھا۔ یہاں سورۃ ﴿الحجر﴾ میں ابلیس لعین کی پیروکار ﴿مجرم﴾ قریشی قیادت کے استہزاء پر قوم لوطؑ، اَصحابُ الایکہ اور اَصحابُ الحِجر (ثمود) کی ہلاکت کے تفصیلی تذکرے سے فہمائش کی گئی ہے۔

2۔ اگلی سورت ﴿النحل﴾ میں قریش کی مجرم قیادت اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی صالح قیادت کا موازنہ کیا گیا ہے۔ دونوں سورتوں کے آخر میں دعوت و تبلیغ کے آداب بیان کرکے مسلمانوں کو تسلی دی گئی ہے اور ہدایات سے نوازا گیا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1۔ ﴿سورۃ الحجر﴾ میں ہلاکت اقوام کے سلسلے میں چار (4) باتیں بیان کی گئی ہیں۔

(a) ہلاکتِ اقوام کا ایک وقت مقرر ہے۔ ﴿اَجَل﴾ آجانے کے بعد وقت کو آگے پیچھے نہیں کیا جاتا (آیات:4،5)

﴿وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا

يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴾

(b) 2,500 قبل مسیح میں اصحابُ الحِجر (قومِ ثمود) نے رسولوں کی تکذیب کی، جب اللہ نے ﴿الصَّيْحَة﴾ کے ذریعے انہیں ہلاک کیا تو ان کی کمائی ان کے کسی کام نہ آئی۔

﴿فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ٥ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ (آیات:83،84)

(c) 2,100 قبل مسیح میں قومِ لوط کو ہلاک کیا گیا۔ یہ ہم جنس پرست تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بستی کو اوندھا کر دیا اور ان پر پتھروں سے بارش کی۔ اس پر تبصرہ کیا گیا کہ اس واقعہ میں عقل مندوں کے لیے عبرت کا سامان موجود ہے

﴿فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا، وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ٥ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ﴾ (آیت:75)۔

(d) 1,400 قبل مسیح میں اصحابُ الایکہ ﴿قومِ شعیبؑ﴾ کو ہلاک کیا گیا۔ یہ ایک ظالم قوم تھی۔ اللہ نے ان سے انتقام لیا۔

﴿وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ٥ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ﴾ (آیات:78،79)

2۔ سورۃ الحجر میں یہ وضاحت کی گئی کہ قرآن کسی ﴿مجنون﴾ کا کلام نہیں ہے، بلکہ صاف پڑھی جانے والی ایک کتاب ہے اور یہ ایک زندہ معجزہ ہے۔

(a) ﴿الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ﴾ (آیت:1)۔

(b) اس ﴿قرآن﴾ کا مذاق اڑانے والوں کو صاف صاف بتا دیا گیا کہ خالقِ کائنات نے اس ﴿ذِكر﴾ کو نازل کیا ہے اور وہی اس کی حفاظت کرے گا۔ یہ کسی پاگل اور مجنون کی گفتگو نہیں کہ مٹ جائے گی ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (آیت:9)۔

3۔ سورۃ الحجر میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ پہلے رسول نہیں ہیں، جن کا ﴿اِستهزاء﴾ اور مذاق اڑایا جا رہا ہے، بلکہ ماضی میں جتنے رسول بھی گذرے ہیں ان سب کا مذاق اڑایا گیا۔

(a) ﴿وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ (آیت:11)۔

(b) رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ مذاق اڑانے والوں کے مقابلے میں آپ کی حمایت کے لیے اللہ تعالیٰ کی ذات کافی ہے۔ ﴿اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ﴾ (آیت:95)۔

4۔ سورۃ الحجر میں ﴿مجرمین﴾ کا لفظ بھی اہمیت کا حامل ہے۔ ﴿مجرم﴾ قومیں رسولوں کا مذاق اڑاتی ہیں، انہیں

﴿مجنون﴾ قرار دیتی ہیں۔ یہ ایمان نہیں لا سکتے۔

(a) ﴿كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِىْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ﴾ (آیت:12)

(b) حضرت ابراہیمؑ کو بیٹے کی بشارت دینے والے فرشتے ﴿مجرم﴾ قومِ لوطؑ کو ہلاک کرنے کے لیے بھیجے گئے تھے۔

﴿قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ﴾ (آیت:58)۔

5۔ سورۃ الحجر میں اس کرۂ ارضی کے بارے میں یہ عجیب وغریب وضاحت کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر قسم کی چیزیں ایک خاص تناسب کے ساتھ اگائیں۔ زمین کا ہر ذرہ اور ہر عنصر ﴿مَوْزُوْنٍ﴾ یعنی وزن شدہ (weighted) ہے۔

﴿وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِىَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَىْءٍ مَّوْزُوْنٍ﴾ (آیت:19)

6۔ یہ عجیب وغریب انکشاف بھی کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بے حد وحساب خزانوں میں سے ایک مقررہ مقدار ﴿قَدَرٍ معلوم﴾ ہی نازل فرماتا ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت کا بین ثبوت ہے۔

﴿وَاِنْ مِّنْ شَىْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ﴾ (آیت:21)۔

7۔ سورۃ الحجر میں ﴿غاوِیْن﴾ یعنی بھکے ہوئے لوگوں اور ابلیس کے دام سے بچنے والے ﴿متقین﴾ کا موازنہ ہے۔

(a) بھکے ہوئے لوگ ابلیس لعین کی پیروی کرتے ہیں۔ اللہ کے نیک وفادار بندوں پر ابلیس کا زور نہیں چل سکتا۔

﴿اِنَّ عِبَادِىْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ﴾ (آیت:42)۔

(b) گستاخ ابلیس کا چیلنج تھا کہ وہ زمین پر تمام لوگوں کو بہکائے گا اور دنیا کو خوشنما اور پرکشش بنا کر دکھائے گا۔

﴿قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِىْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ (آیت:39)

سورۃ الحجر کا نظمِ جلی

سورۃ الحجر پانچ (5) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 15: پہلے پیراگراف میں، رسول اللہ ﷺ کو ﴿مجنون﴾ کہنے والوں اور قرآن مجید کا مذاق اُڑانے والے ﴿مجرموں﴾ کو ہلاکت کی دھمکی ہے اور غلبۂ اسلام کی بشارت بھی ہے۔

قرآن مجید کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ ایک صاف پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ کسی مجنون کی باتیں نہیں۔ یہ اللہ کا ﴿ذکر﴾ ہے، جس کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے گا ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (آیت:9)۔

قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کا مذاق اڑانے والے بہت جلد پچھتائیں گے اور کہیں گے کاش مسلمان ہو جاتے!

﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ﴾ (آیت:3)۔ انہیں ﴿مجرم﴾ کہا گیا اور ان کی ضد پر روشنی ڈالی گئی

کہ اگر ہم آسمان کا کوئی دروازہ کھول کر، سیڑھی لگا دیتے اور یہ چڑھنے لگتے، تب بھی اللہ کے کلام کو جادو کہتے اور انبیاء کے معجزات کے بارے میں کہتے کہ ہماری آنکھوں میں نشہ پیدا کر دیا گیا ہے، بلکہ ہم ﴿مسحور﴾ کر دیے گئے ہیں (آیت:15)۔

2- آیات 16 تا 25 :دوسرے پیراگراف میں، توحید کے ﴿آفاقی دلائل﴾ پیش کیے گئے ہیں۔

آسمان، زمین اور پہاڑوں کا پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے (جس نے قرآن نازل کیا ہے) پھر بادلوں اور بارشوں کے نظام کے ذریعے مردہ زمین کو زندہ کرنے کی قدرت سے امکانِ آخرت پر استدلال کیا گیا ہے۔ اللہ نے اس زمین پر، ہر چیز نپی تلی مقدار میں اگائی ہے۔ ﴿وَاَنْبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ﴾ (آیت:19) اللہ تعالیٰ ہی نے اسباب معیشت فراہم کیے ہیں۔ اللہ کے خزانے لامحدود ہیں، لیکن وہ اپنی حکمت کے ساتھ ایک مقررہ مقدار ہی نازل فرماتا ہے۔

﴿وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ﴾

اللہ تعالیٰ ہی حاملہ ہواؤں ﴿الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ﴾ کو بھیج کر بادلوں کے ذریعے زمین کو سیراب کرتا ہے۔ وہی آسمان میں پانی کے خزانوں کا ذخیرہ کرتا ہے اور بارش کے ذریعے مردہ زمین کو سرسبز و شاداب کر دیتا ہے۔ اسی طرح روزِ قیامت تمام مردوں کو زندہ کرے گا وہ علیم و حکیم ہے۔ قیامت کا دن، اللہ کی حکمتِ عدل اور صفتِ علم کا آئینہ دار ہوگا۔

3- آیات 26 تا 50 :تیسرے پیراگراف میں، توحید کے انفسی دلائل ہیں۔ قصہ آدم ؑ وابلیس اور معرکہ خیر و شر بیان کر کے، خیر و شر کی جزا و سزا کا قانون بتایا گیا ہے۔ بے لگام "بہکے ہوئے" ﴿غاوین﴾ اور ہدایت یافتہ ﴿متقین﴾ کا انجام مختلف ہوگا

انسانوں اور جنات دونوں کو آزادیٔ اختیار عطا کی گئی ہے۔ انسان کی تخلیق مٹی کے سوکھے گارے سے کی گئی ہے۔ جنات کو پہلے آگ سے پیدا کیا گیا تھا۔ ایک جن ابلیس نے اپنی آزادی کا غلط استعمال کیا۔ آدم ؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اور گستاخی کی کہ میں زمین پر لوگوں کو دنیا کی زینت میں الجھا کر گمراہ کرنے کی کوشش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ میرے خاص بندوں پر تیرا زور نہیں چلے گا۔ وہ توحید کی صراطِ مستقیم پر ڈٹے رہیں گے، البتہ ﴿غَاوِين﴾ "بہکے ہوئے لوگ" تیری پیروی کریں گے۔ ان کے لیے دوزخ کا عذاب ہوگا۔

﴿غاوین﴾ کے مقابلے میں، ابلیس کی پیروی سے بچنے والے ﴿مُتَّقِين﴾ ہوں گے۔ ان کے لیے باغات اور چشمے ہوں گے۔ مسلمانوں کی باہمی کدورتیں جنت میں دور کر دی جائیں گی۔ وہاں وہ بھائی بھائی بن کر ابدی نعمتوں سے سرفراز ہوں گے۔

آخر میں انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی صفات سے مطلع کیا گیا کہ وہ ﴿غاوین﴾ کو دردناک عذاب سے دوچار کرے گا اور ﴿متّقین﴾ کے لیے غفور و رحیم ثابت ہوگا۔

﴿نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ﴾

4- آیات 51 تا 84 : چوتھے پیراگراف میں، جزا و سزا کے تاریخی دلائل بیان کیے گئے ہیں۔

تاریخ گواہ ہے کہ پہلے اصحابُ الحجر ﴿قومِ ثمود﴾ کو، پھر قومِ لوطؑ کو اور پھر اصحابُ الایکہ یعنی قومِ شعیبؑ کو ہلاک کیا گیا۔ مجرموں کو سزا دی گئی اور متقین کو بچالیا گیا۔

(a) سب سے پہلے بتایا گیا کہ جو فرشتے حضرت ابراہیمؑ کو بڑھاپے میں بیٹے کی بشارت دینے کے لیے آئے تھے، وہی فرشتے حضرت لوطؑ کی قوم کو ہلاک کرنے پر مامور تھے۔ ثابت کیا گیا کہ تاریخ میں جزا اور سزا دونوں کا سبق موجود ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے حیرت کا اظہار کیا کہ مجھے بڑھاپے میں اولاد کیسے ہوسکتی ہے؟ انہیں بتایا گیا کہ مایوسی کی ضرورت نہیں، صرف گمراہ لوگ ہی اپنے رب کی رحمت سے مایوس ہوا کرتے ہیں ﴿فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ○ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ﴾۔

حضرت ابراہیمؑ نے فرشتوں سے پوچھا کہ اب کیا مہم درپیش ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اب ہم ایک ﴿مجرم﴾ قوم کو ہلاک کرنے پر مامور ہیں۔ قومِ لوطؑ، ایک بدکار اور مجرم قوم تھی۔ فرشتے ان کے پاس انسانی شکل میں پہنچے۔ وہ مہمانوں کے درپے تھے۔ حضرت لوطؑ نے ہر چند سمجھایا کہ قوم کی یہ لڑکیاں ہیں، ان سے تمہارا نکاح ہوسکتا ہے، لیکن وہ مردوں کے طلب گار تھے۔ انہوں نے حضرت لوطؑ کو دھمکی دی کہ دوسروں کے معاملات میں مداخلت مت کرو۔ ان پر بدکاری کا بھوت سوار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کئی قسم کے عذاب (Multiple Means) سے ہلاک کیا۔ ایک دھماکے ﴿الصَّيْحَةُ﴾ کے بعد، پوری بستی کو اوندھا کر کے ان پر مٹی کے پتھروں کی بارش کی گئی۔

﴿فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ○ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا ○ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ﴾۔ آخر میں تبصرہ کیا گیا کہ ﴿مُتَوَسِّمِيْنَ﴾ یعنی صاحبِ فراست لوگوں کے لیے، اس واقع میں اللہ تعالیٰ کے قانونِ جزاء و سزا کا درس موجود ہے۔ (آیات: 51 تا 77)

(b) ﴿اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ﴾ کی ہلاکت کا قصہ: اس کے بعد حضرت شعیبؑ کی قوم ﴿اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ﴾ کا ذکر کیا گیا جو ظالم تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم سے بھی انتقام لیا۔ ﴿ایکۃ﴾ شہرِ تبوک کا قدیم نام ہے۔ ﴿اصحاب مَدْيَن﴾ اور ﴿اصحابُ الایکہ﴾ کا علاقہ بھی، قومِ لوطؑ کے علاقے کی طرح، مکے سے فلسطین جاتے ہوئے راستے میں پڑتا ہے۔

(c) ﴿اَصْحٰبُ الْحِجْرِ﴾ کی ہلاکت کا قصہ: اس کے بعد حضرت صالحؑ کی قوم کی ہلاکت کا ذکر کیا گیا۔ انہیں ثمود بھی کہا جاتا ہے اور ﴿اَصْحٰبُ الْحِجْرِ﴾ بھی۔ قومِ ثمود نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا۔ یہ پہاڑوں کو تراش کر مکان بنایا کرتے تھے۔ بے خوف اور مطمئن تھے۔ صبح صبح ایک ﴿الصَّيْحَةُ﴾ دھماکے نے انہیں آلیا۔ (آیات: 80 تا 84)

5- آیات 85 تا 99 : پانچویں اور آخری پیراگراف میں، رسول اللہ ﷺ کو الزام تراشی اور استہزاء کے مشکل حالات میں تسلی دی گئی اور صبر کی ہدایات دے کر دعوت و تبلیغ کے آداب بیان کیے گئے۔

(a) مخالفین سے شریفانہ، درگزر کرنا چاہیے۔ ﴿فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ﴾ (آیت:85)۔

(b) اس متاعِ دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھنا چاہیے! جو ہم نے اور لوگوں کو عطا کی ہے۔

﴿لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ﴾ (آیت:88)

(c) مومنین کے ساتھ نرمی سے کام لینا چاہیے ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ (آیت:88)۔

(d) دعوت کا علی الاعلان اظہار کرنا چاہیے ﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ﴾ (آیت:94)۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل کیا ہے، اسی طرح بنی اسرائیل پر تورات کو نازل کیا گیا تھا۔ لیکن یہودیوں نے اپنے قرآن (یعنی تورات) کے ٹکڑے کر دیئے۔ ایک حصہ چھپاتے دوسرا ظاہر کرتے۔

(e) مشرکوں کی بالکل پروا نہیں کرنی چاہیے ﴿وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ﴾ (آیت:94)۔

(f) مخالفین کی دل آزار باتوں پر اپنے دل کو تنگ نہیں کرنا چاہیے! ﴿يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ﴾ (آیت:97)

(g) حمد کے ساتھ تسبیح اختیار کرتے ہوئے سجدہ بجا لانا چاہیے۔

﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُن مِّنَ السَّاجِدِينَ﴾ (آیت:98)۔

(h) آخری گھڑی یعنی موت تک (ثابت قدمی کے ساتھ) اللہ کی عبادت و اطاعت کرنی چاہیے۔

﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ (آیت:99)۔

الزامات اور استہزاء کے ماحول میں آفاقی، انفسی اور تاریخی دلائل کے ذریعے، کافروں کے دباؤ اور دنیا پرستی سے بچ کر، عقیدۂ توحید اور عقیدۂ آخرت پر مشتمل قرآنی دعوت کے کام کو جاری رکھنا چاہیے۔

● .... ✿ .... ●